ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 2905

Program: BS Islamic Studies

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ — شعبہ حدیث وعلوم حدیث

کورس: فقہ السنہ (عبادات) (2905) • سطح: بی ایس علوم اسلامیہ

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 1

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 0

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

Reference &For Study — SOLVED ASSIGNMENT GUIDE

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، تصورات کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں لکھیں۔ اس گائیڈ کو ہو بہو نقل کرنے کے بجائے اپنی فہم کے مطابق تحریر کریں۔ جہاں کسی دینی یا قانونی مسئلے میں قطعی رائے درکار ہو وہاں اہلِ علم اور مستند علماء کی طرف رجوع کریں۔

کورس کا تعارف اور اس مشق کا جائزہ

فقہ السنہ (عبادات) (2905) بی ایس علوم اسلامیہ کا کورس ہے جس میں عبادات کے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پڑھایا جاتا ہے۔ امتحانی مشق نمبر 1 میں پانچ سوالات ہیں: وضو کی سنتیں، نماز کی فضیلت و اہمیت، نماز کے فرائض، رکوع و سجود کی اہمیت و فضیلت اور خطبے کے آداب و بنیادی احکام۔ ان سوالات کا مرکز طہارت و نماز ہے جو عبادات کی بنیاد ہے۔ اس گائیڈ میں ہر سوال کا جواب تعارف، ذیلی عنوانات، جدول یا خاکے اور حاصل کلام کے ساتھ دیا گیا ہے۔ احادیث کے معاملے میں علمی امانت اختیار کی

گئی ہے، جہاں ممکن ہوا مفہوم بیان کیا گیا ہے اور جہاں شمار یا فقہی حیثیت میں اہل علم کے ہاں فرق ہے وہاں اسے صراحت کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ طالب علم متوازن علم حاصل کرے۔

سوال نمبر 1: وضو کی سنتیں — احادیث مبارکہ کی روشنی میں تفصیلی بیان

سوال نمبر 1: وضو میں کتنی سنتیں ہیں؟ ان سنتوں کو احادیث مبارکہ کی روشنی میں تفصیلاً بیان کریں۔ (20 نمبر)

تعارف

وضو نماز اور دیگر عبادات کے لیے طہارت کا بنیادی ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں وضو کے بنیادی ارکان یعنی چہرہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھونا، سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں تک پاؤں دھونا فرض قرار دیے گئے ہیں، جبکہ وضو کا مکمل، خوب صورت اور مسنون طریقہ ہمیں احادیث مبارکہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونے سے ملتا ہے۔ سوال میں وضو کی سنتوں کی تعداد اور ان کی حدیثی بنیاد پوچھی گئی ہے۔ اس سلسلے میں پہلی بات طالب علم کو واضح طور پر سمجھ لینی چاہیے کہ سنتوں کی گنتی فقہی کتابوں میں شمار کے انداز کے فرق سے مختلف بیان ہوئی ہے۔ بعض کتابوں میں وضو کی سنتیں تیرہ بیان کی گئی ہیں، بعض میں اٹھارہ تک شمار کی گئی ہیں، اور بعض مرتب کتابوں میں اس سے کم یا زیادہ تعداد بھی ملتی ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ کوئی مصنف نیت، بسم اللہ اور مسواک وغیرہ کو مستقل سنت گنتا ہے، کوئی چند اعمال کو ایک ہی سنت کے تحت جمع کر لیتا ہے، اور کوئی وضو سے پہلے اور بعد کے اعمال بھی شامل کر لیتا ہے۔ اس لیے تعداد کے اختلاف کو جھگڑے کا موضوع بنانے کے بجائے اصل مقصد یہ ہے کہ وہ تمام مسنون اعمال سیکھ لیے جائیں جو صحیح اور معتبر احادیث سے ثابت ہیں۔ ذیل میں وضو کی مشہور سنتوں کو ترتیب وار، ان کی حدیثی دلیل کے مفہوم کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اور جہاں حدیث کا ذکر ہے وہاں اس کا مفہوم و ترجمہ پیش کیا گیا ہے، لفظی عربی متن صرف وہیں دیا گیا ہے جہاں وہ مختصر اور مشہور ہے۔

وضو سے پہلے کی سنتیں: نیت، بسم اللہ اور مسواک

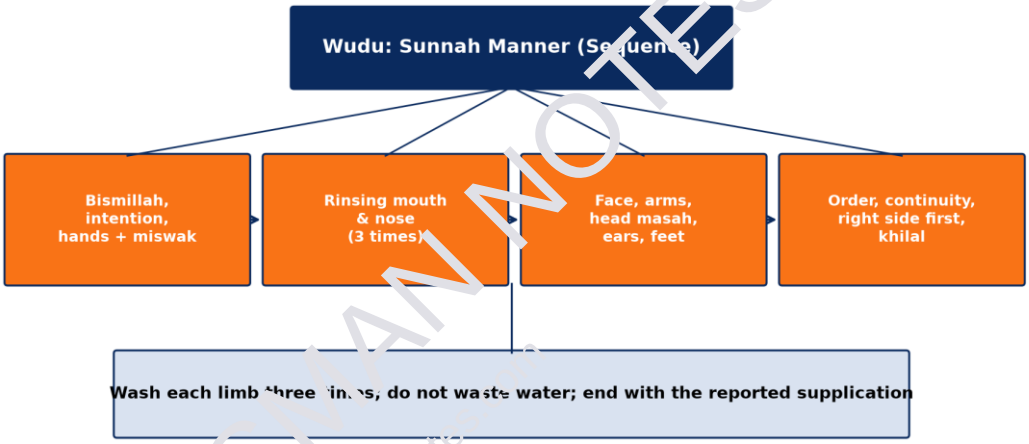
پہلی سنت نیت ہے۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے کہ بندہ اللہ کی رضا اور عبادت کی ادائیگی کے لیے وضو کر رہا ہے۔ مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے اور اسی سے ہر عبادت میں نیت کی بنیادی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ زبان سے نیت کے الفاظ کہنا لازم نہیں، دل کا ارادہ کافی ہے، اگرچہ بعض اہل علم نے تلفظ جمع کرنے کے لیے زبان سے کہنے کو بھی جائز رکھا ہے۔ دوسری سنت وضو کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا ہے۔ متعدد روایات میں وضو سے پہلے اللہ کا نام لینے کی ترغیب آئی ہے، اور فقہاء نے ان مجموعی شواہد کی بنا پر اسے سنت قرار دیا ہے، اگرچہ اس باب کی بعض روایات کی سند پر محدثین نے کلام بھی کیا ہے، اس لیے اسے فرض یا واجب کہنے کے بجائے سنت و مستحب کے درجے میں رکھنا ہی محتاط اور معتدل بیان ہے۔ تیسری سنت مسواک کرنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیا جاتا، اور ایک روایت کے مفہوم کے مطابق مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا ذریعہ ہے۔ وضو کے وقت، خصوصاً کلی کرنے سے پہلے، مسواک کرنا اسی لیے سنتوں میں سرفہرست رکھا جاتا ہے۔ مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت صاف کرنے کا بھی فقہی کتابوں میں ذکر ملتا ہے، مگر اصل سنت مسواک ہی ہے۔

اعضا دھونے کی ابتدائی سنتیں: ہاتھ دھونا، کلی اور ناک میں پانی

چوتھی سنت وضو کی ابتدا میں دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھونا ہے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضو کا عملی طریقہ بیان فرمایا جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں منقول ہے، اس کی ابتدا بھی اسی عمل سے ہوتی ہے کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ الگ سے دھو لیے جائیں۔ نیند سے جاگنے کے بعد تو اس کی تاکید اور بھی بڑھ جاتی ہے، چنانچہ حدیث کا مفہوم ہے کہ جب کوئی نیند سے جاگے تو ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالے، کیونکہ اسے خبر نہیں کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔ پانچویں سنت کلی کرنا ہے، یعنی منہ میں پانی لے کر اچھی طرح گھما کر باہر نکالنا۔ سیدنا عثمان کے بیان کردہ وضو میں بھی کلی کا ذکر ہے اور دیگر روایات میں اس کی تعداد تین بیان ہوئی ہے۔ چھٹی سنت ناک میں پانی چڑھانا یعنی استنشاق اور پھر ناک صاف کرنا یعنی استنثار ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ جو وضو کرے وہ ناک میں پانی ڈالے پھر اسے صاف کرے۔ روزے کی حالت میں اوپر

تک پانی پہنچانے میں احتیاط لازمی ہے، کیونکہ حدیث میں روزہ دار کے سوا کے لیے ناک میں پانی پہنچانے میں مبالغے کی ہدایت آئی ہے۔ کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ایک مسنون انداز یہ بھی منقول ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی اور استنشاق کیا جائے، جبکہ تین تین چلو سے الگ الگ کرنا بھی ثابت ہے، دونوں طریقے روایات میں ملتے ہیں۔

Figure 1: The Sunnahs of Wudu in Their Practical Order



شکل 1: وضو کا مسنون طریقہ — ترتیب وار خاکہ

دھونے میں سنتیں: تین مرتبہ دھونا، خلال اور ترتیب

ساتویں سنت ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول اعضا کو تین تین بار دھونا تھا، جیسا کہ سیدنا عثمان کے بیان کردہ وضو میں واضح ہے۔ البتہ روایات میں ایک بار اور دو بار دھونا بھی ثابت ہے، اس لیے تین بار دھونا سنت اور کمال کا درجہ ہے، فرض صرف ایک بار اچھی طرح دھونا ہے جس سے کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ آٹھویں سنت داڑھی کا خلال کرنا ہے۔ روایات کا مفہوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو میں داڑھی مبارک کا خلال فرماتے تھے، یعنی گیلی انگلیاں داڑھی میں نیچے سے اوپر کی طرف پھیرتے تھے۔ نویں سنت ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ انگلیوں کے درمیان خلال کرو۔ پاؤں دھوتے وقت چھنگلیا سے خلال کرنے کا ذکر بھی روایات میں آتا ہے۔ دسویں سنت ترتیب کا لحاظ رکھنا ہے، یعنی اسی ترتیب سے وضو کرنا جو قرآن اور سنت میں آئی ہے: پہلے چہرہ، پھر ہاتھ، پھر سر کا مسح، پھر پاؤں۔ فقہاء کے نزدیک اس ترتیب کی حیثیت میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک یہ سنت ہے اور بعض کے نزدیک اس سے آگے کا درجہ رکھتی ہے، لیکن مسنون وضو بہر

صورت اسی ترتیب کے ساتھ ہے۔ گیارھویں سنت پے در پے وضو کرنا یعنی موالات ہے کہ ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا دھو لیا جائے، بغیر کسی غیر ضروری وقفے کے۔ یہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلسل عملی نمونے سے ثابت ہے۔

مسح اور دیگر سنتیں: سر کا مسح، کانوں کا مسح اور دائیں طرف سے ابتدا

بارھویں سنت پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا ہے۔ وضو کی روایات میں مسح کا طریقہ یہ بیان ہوا ہے کہ دونوں ہاتھ پیشانی کی طرف سے گدی تک لے جائے جائیں اور پھر واپس لائے جائیں۔ فرض مسح کی مقدار میں فقہی اختلاف موجود ہے، مگر پورے سر کا مسح سنت اور کامل طریقہ ہے۔ تیرھویں سنت کانوں کا مسح کرنا ہے، اندرونی حصے کا شہادت کی انگلیوں سے اور بیرونی حصے کا انگوٹھوں سے۔ روایت کا مفہوم ہے کہ کان سر ہی کا حصہ ہیں، اسی لیے ان کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور سر کے مسح کے لیے لیا گیا پانی ہی کانوں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے، اگرچہ الگ پانی لینے کی روایت پر بھی عمل کی گنجائش بیان کی گئی ہے۔ چودھویں سنت دائیں طرف سے ابتدا کرنا یعنی تیامن ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طہارت، کنگھی اور جوتا پہننے وغیرہ میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے، اس لیے پہرے کے بعد دایاں ہاتھ، بایاں ہاتھ، اسی طرح دایاں پاؤں پہلے دھویا جاتا ہے۔ پندرھویں سنت اعضا کو مل کر دھونا ہے تاکہ پانی ہر جگہ اچھی طرح پہنچ جائے، خصوصاً کہنیاں، ایڑیاں اور انگلیوں کے درمیان کی جگہیں۔ ایڑیوں کے خشک رہ جانے پر حدیث میں سخت وعید آئی ہے، جس کا مفہوم ہے کہ ایڑیوں کے لیے آگ کی خرابی ہے، یعنی نماز ایسی طہارت پر قائم نہیں ہوتی جس میں فرض جگہ خشک رہ جائے۔ سولہویں سنت پانی میں اسراف نہ کرنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت کم پانی سے مکمل وضو فرماتے تھے، چنانچہ پانی کی قلت ہو یا فراوانی، اعتدال سنت ہے اور بے جا بہانا اسراف اور خلاف سنت ہے۔ وضو کے بعد کی مسنون دعا کا مفہوم و مفاد بھی روایات میں آیا ہے کہ جو شخص مکمل وضو کر کے کلمہ شہادت پڑھے اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، یہ وضو کے بعد کی سنت و فضیلت ہے۔

جدول 1: وضو کی مشہور سنتیں اور ان کی حدیثی بنیاد — خلاصہ

سنت	عملی صورت	حدیثی بنیاد کا مفہوم

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے؛ وضو میں نام لینے کی روایات	دل کا ارادہ؛ ابتدا میں اللہ کا نام	نیت اور بسم اللہ
ہر نماز کے وقت مسواک کی تاکید کی خواہش؛ منہ کی پاکیزگی	کلی سے پہلے دانت صاف کرنا	مسواک
سیدنا عثمانؓ کے بیان کردہ نبوی وضو کا آغاز	تین مرتبہ، ابتدا میں	ہاتھ دھونا
ناک میں پانی ڈالنے اور صاف کرنے کا حکم و عمل	تین تین مرتبہ؛ روزے میں احتیاط	کلی و استنشاق
نبوی وضو کی تفصیلی روایات؛ خلال کرنے کا حکم	ہر عضو تین بار؛ داڑھی و انگلیوں کا خلال؛ ترتیب	تین بار دھونا، خلال، ترتیب
مسح کا نبوی طریقہ؛ دائیں سے شروع کرنے کی پسندیدگی	پورے سر کا ایک مسح؛ کانوں کا مسح؛ دائیں سے ابتدا	سر و کان کا مسح، تیامن

تعداد کے بارے میں متوازن نتیجہ اور حاصل کلام

اب سوال کے پہلے حصے کا خلاصہ واضح ہے۔ اگر نیت، بسم اللہ، مسواک، تین بار ہاتھ دھونا، کلی، استنشاق، تین بار دھونا، داڑھی کا خلال، انگلیوں کا خلال، ترتیب، موالات، پورے سر کا مسح، کانوں کا مسح، دائیں سے ابتدا، اعضا ملنا اور اسراف سے بچنا الگ الگ گنے جائیں تو تعداد سولہ سے اٹھارہ تک پہنچ جاتی ہے، اور یہی وہ فہرست ہے جو فقہ کی مشہور درسی کتابوں میں وضو کی سنتوں کے عنوان سے پڑھائی جاتی ہے۔ بعض کتابیں کلی اور استنشاق کو ایک سنت، یا مسح سر اور کان کو ایک سنت شمار کر کے تعداد کم کر دیتی ہیں۔ طالب علم کے لیے درست رویہ یہ ہے کہ وہ اپنی درسی کتاب کی تعداد اسی کے شمار کے اصول کے ساتھ یاد کرے اور امتحان میں یہ وضاحت بھی لکھ دے کہ شمار کے فرق سے تعداد میں

فرق آتا ہے، لیکن مسنون اعمال یہی ہیں جو اوپر احادیث کے مفہوم کے ساتھ بیان ہوئے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ وضو صرف فرض اعضا دھونے کا نام نہیں، بلکہ نیت و بسم اللہ سے شروع ہو کر مسواک، کلی، استنشاق، خلال، ترتیب، تیامن اور اعتدال تک پھیلا ہوا ایک مکمل نبوی طریقہ ہے۔ جو وضو سنت کے مطابق ہو وہ نہ صرف نماز کی قبولیت کی تیاری ہے بلکہ صفائی، توجہ اور عبادت کی لذت کا ذریعہ بھی ہے۔ یہاں یہ تنبیہ بھی مناسب ہے کہ سنتوں کے فرض یا سنت ہونے کے قطعی فقہی فیصلے اپنی درسی کتاب اور مستند اہل علم کی تحقیق کے مطابق سمجھے جائیں، یہ گائیڈ مطالعے کے لیے ہے، فتویٰ دینا اس کا مقصد نہیں۔

سوال نمبر 2: نماز کی فضیلت اور اہمیت — روایات مبارکہ کی روشنی میں

سوال نمبر2: نماز کی فضیلت اور اہمیت کو روایات مبارکہ کی روشنی میں تفصیل سے بیان کریں۔(20نمبر)

تعارف

نماز اسلام کا ستون اور ایمان کے بعد سب سے بڑی عبادت ہے۔ کلمہ شہادت کے بعد دین کا جو عمل سب سے پہلے فرض ہوا اور جس کی پابندی ہر بالغ مسلمان پر زندگی بھر برقرار رہتی ہے وہ نماز ہے۔ قرآن مجید میں نماز کا ذکر بار بار ایمان کے ساتھ آیا ہے اور احادیث مبارکہ میں اس کی فضیلت، اہمیت اور ترک پر وعید نہایت تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔ سوال میں نماز کی فضیلت و اہمیت کو روایات مبارکہ کی روشنی میں بیان کرنے کو کہا گیا ہے، اس لیے اس جواب میں احادیث کے مفاہیم کو بنیاد بنایا گیا ہے اور ڈر یہ رکھا گیا ہے کہ کوئی بات ایسی نہ کہی جائے جو معتبر روایت سے ثابت نہ ہو۔ ذیل میں نماز کی اہمیت کو چند بڑے عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے: دین میں نماز کا مقام، گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہونا، قیامت میں اولین حساب، اللہ سے تعلق اور مناجات، بے حیائی و برائی سے روک، جماعت و جمعہ کی فضیلت، تہجد و نوافل کی ترغیب اور ترک نماز پر وعید۔ ان عنوانات سے یہ تصویر مکمل ہو جاتی ہے کہ نماز صرف ایک رسم نہیں بلکہ مومن کی زندگی کا مرکز، اس کی روحانی غذا اور اس کی نجات کی راہ ہے۔ یہاں یہ اصول بھی یاد رہے کہ احادیث کے الفاظ کا لفظی اقتباس صرف وہیں دیا گیا ہے جہاں وہ مختصر اور مشہور ہے، ورنہ مفہوم بیان کیا گیا ہے تاکہ علمی امانت قائم رہے۔

دین میں نماز کا مقام: اسلام کا ستون اور ایمان کی علامت

نماز کے مقام کو سب سے جامع انداز میں اس مشہور حدیث میں بیان کیا گیا ہے جس کا مفہوم ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ اس میں نماز کو گواہی کے فوراً بعد رکھا گیا ہے جس سے اس کا درجہ خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔ ایک اور مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے چھوڑا اس نے دین کو ڈھا دیا، یہ مفہوم روایات میں اسی مضمون کے ساتھ آیا ہے اور اہل علم اسے نماز کی مرکزی حیثیت بیان کرنے کے لیے ذکر کرتے ہیں۔ نماز کی فرضیت کا واقعہ بھی اس کی اہمیت کو منفرد بناتا ہے کہ یہ عبادت معراج کی رات آسمانوں پر فرض ہوئی اور پانچ نمازوں کو پچاس کے اجر کے ساتھ امت کے لیے تحفہ قرار دیا گیا، یہ واقعہ صحیح بخاری و مسلم کی طویل روایات میں موجود ہے۔ نماز وہ عبادت ہے جو سفر و حضر، صحت و بیماری، امن و خوف ہر حال میں فرض رہی ہے یہاں تک کہ کھڑے ہو کر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، بیٹھ کر نہ ہو سکے تو اشارے سے ادا کرنے کی رخصت و حکم دیا گیا، مگر اسے معاف نہیں کیا گیا۔ یہی تسلسل اس بات کی دلیل ہے کہ نماز مومن اور اس کے رب کے درمیان روزانہ کا زندہ تعلق ہے جو کسی حال میں منقطع نہیں ہوتا۔

گناہوں کی معافی اور پاکیزگی کا ذریعہ

نماز کی سب سے دلکش فضیلت جو احادیث میں بیان ہوئی وہ گناہوں کی معافی اور روحانی پاکیزگی ہے۔ صحیح مسلم کی مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعے تک ان گناہوں کے لیے کفارہ ہیں جو ان کے درمیان سرزد ہوں، بشرطیکہ بڑے گناہوں سے بچا جائے۔ اسی مضمون کی ایک اور نہایت خوب صورت مثال اس حدیث میں دی گئی ہے جس کا مفہوم ہے کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ کچھ باقی نہیں رہے گا۔ فرمایا کہ یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے، اللہ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ یہ حدیث بھی صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ وضو اور نماز کے باہمی تعلق میں یہ فضیلت بھی آئی ہے کہ وضو میں دھلنے والے اعضا سے گناہ نکلتے ہیں اور نماز سجدوں کے ذریعے خطاؤں کو گراتی ہے۔ نماز استغفار کا بھی بہترین موقع ہے،

کیونکہ بندہ سجدے میں اپنے رب کے سب سے قریب ہوتا ہے، چنانچہ حدیث کا مفہوم ہے کہ بندہ سجدے کی حالت میں رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، اس لیے اس میں کثرت سے دعا کرو۔ ان روایات کا عملی نتیجہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا انسان ہر نماز کے بعد نئی توبہ و پاکیزگی کے احساس کے ساتھ زندگی گزارتا ہے اور گناہ اس کے دل پر جمع نہیں ہونے پاتے۔

قیامت میں اولین حساب اور نجات کا معیار

احادیث میں نماز کو قیامت کے دن کے حساب کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ درست نکلی تو بندہ کامیاب و کامران ہو گا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ ناکام و نامراد ہو گا، اور اگر فرض نمازوں میں کوئی کمی ہو گی تو نوافل سے اسے پورا کرنے کی راہ بھی اسی حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ یہ روایت سنن ترمذی وغیرہ میں موجود ہے اور نماز کی اہمیت سمجھانے میں اس سے بڑی دلیل مشکل ہے۔ اسی طرح ایک روایت کا مفہوم ہے کہ جس نے نماز کی حفاظت کی وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور، برہان اور نجات کا ذریعہ بنے گی اور جس نے اس کی حفاظت نہ کی اس کے پاس نہ نور ہو گا نہ برہان اور نہ نجات۔ نماز کی یہ حیثیت طالب علم کو یہ سمجھاتی ہے کہ آخرت کی کامیابی کا پہلا زینہ دنیا میں نماز کی پابندی ہے۔ نماز کے ساتھ وقت کی پابندی بھی اسی اہمیت کا حصہ ہے، چنانچہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے تو جواب میں نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا سرِفہرست آیا، پھر والدین سے حسن سلوک اور پھر اللہ کی راہ میں جہاد کا ذکر ہوا، یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فضیلت صرف نماز پڑھنے میں نہیں، اسے اول وقت اور اہتمام کے ساتھ پڑھنے میں ہے۔

جدول 1: احادیث کی روشنی میں نماز کی چند نمایاں فضیلتیں

عملی پیغام	حدیث کا مفہوم	فضیلت
نماز ایمان کی عملی شناخت ہے	اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر؛ نماز شہادت کے بعد	دین کا ستون
روزانہ کی توبہ و پاکیزگی نماز سے جڑی ہے	پانچ نمازیں درمیانی گناہوں کا کفارہ؛ نہر والی مثال	گناہوں کا کفارہ

فرائض کے ساتھ نوافل کا اہتمام بھی ضروری ہے	سب سے پہلے نماز کا حساب؛ نوافل سے کمی پوری	قیامت میں اولین حساب
نماز دعا و مناجات کا بہترین موقع ہے	سجدے میں بندہ رب سے قریب ترین	اللہ سے قرب
مسجد و جماعت سے تعلق قائم رکھنا	باجماعت نماز کی فضیلت تنہا نماز سے کئی گنا زیادہ	جماعت کی فضیلت

اللہ سے تعلق، سکون اور برائیوں سے حفاظت

نماز مومن کے لیے اللہ سے گفتگو اور مناجات ہے۔ حدیث قدسی کے مفہوم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان تقسیم فرمایا ہے، جب بندہ الحمد للہ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی، اور اسی طرح آیت آیت پر جواب آتا ہے، یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔ اس سے بڑی عزت کیا ہو سکتی ہے کہ نماز میں بندے کی ہر آیت کا جواب اس کا رب دیتا ہے۔ نماز دلوں کے سکون کا بھی ذریعہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی اہم معاملے سے دوچار ہوتے تو نماز کی طرف رجوع فرماتے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے کہ نماز سے ہمیں راحت پہنچاؤ۔ قرآن نے بھی نماز کو بے حیائی اور ناپسندیدہ کاموں سے روکنے والی عبادت قرار دیا ہے اور احادیث اس اخلاقی اثر کی تصدیق کرتی ہیں کہ جو نماز انسان کو برائی سے نہ روکے اسے اپنی نماز کے معیار پر غور کرنا چاہیے کہ خشوع و حضور میں کہیں کمی تو نہیں۔ نماز باجماعت کی فضیلت بھی احادیث میں بہت نمایاں ہے، مفہوم یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجے افضل ہے، یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ عشاء و فجر جماعت سے پڑھنے، مسجد کی طرف قدم اٹھانے اور اذان و اقامت کے ثواب پر الگ الگ روایات موجود ہیں جن کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ نماز فرد کی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ امت کو جوڑنے والا اجتماعی نظام بھی ہے۔ رات کی نماز یعنی تہجد کو بھی روایات میں فرض نمازوں کے بعد افضل نماز قرار دیا گیا ہے اور اس وقت کی دعاؤں کی قبولیت کی خوش خبری دی گئی ہے۔

ترک نماز پر وعید اور حاصل کلام

جہاں نماز کی اتنی فضیلت ہے وہیں اسے جان بوجھ کر چھوڑنے پر احادیث میں سخت وعید بھی آئی ہے۔ ایک مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ بندے اور شرک و کفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے، یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔ ایک اور روایت کا مفہوم ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان عہد نماز ہے، جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا، یہ روایت سنن ترمذی و نسائی وغیرہ میں آئی ہے۔ ان وعیدوں کی شرعی تشریح اور کسی شخص پر ان کا اطلاق اہل علم کا کام ہے، طالب علم کو ان سے صرف یہ سبق لینا چاہیے کہ نماز چھوڑنا معمولی کوتاہی نہیں بلکہ دین کا ستون گرانے کے مترادف خطرناک عمل ہے، اور کسی مسلمان کے متعلق کفر وغیرہ کے احکام کا اطلاق ہر گز عام طالب علم کا کام نہیں، یہ مفتیان کرام اور اہل علم کی ذمہ داری ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ روایات مبارکہ کی روشنی میں نماز دین کا ستون، گناہوں کا کفارہ، قیامت کے اولین حساب کی بنیاد، اللہ سے قرب و مناجات کا ذریعہ، دل کے سکون اور اخلاق کی حفاظت کا وسیلہ اور جماعت و امت کے اتحاد کا نظام ہے۔ جو شخص پانچ وقت کی نماز اہتمام، وقت کی پابندی اور خشوع کے ساتھ ادا کرتا ہے وہ احادیث میں بیان کردہ ان تمام فضیلتوں کا حقدار بنتا ہے، اور نماز ہی اس کی دنیا و آخرت کی کامیابی کی سب سے مضبوط ضمانت ہے۔

سوال نمبر 3: نماز کے فرائض — ہر فرض متعلقہ احادیث کی روشنی میں

سوال نمبر 3: نماز کے فرائض کتنے ہیں؟ ہر ایک فرض کو متعلقہ احادیث کی روشنی میں بیان کریں۔ (20 نمبر)

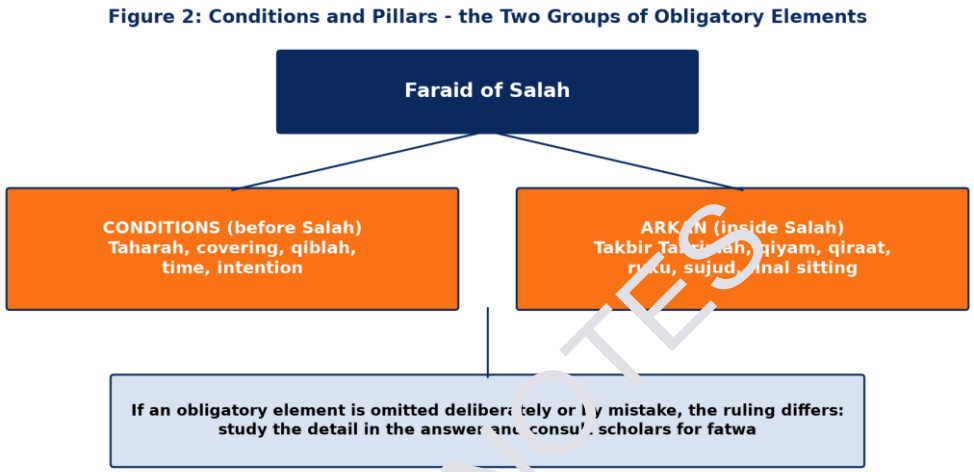
تعارف

نماز کے فرائض سے مراد وہ لازمی اجزا ہیں جن کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ فقہاء نے نماز کے فرائض کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے: ایک وہ شرائط جو نماز سے پہلے پوری کرنا لازم ہیں اور جن کا تعلق نماز کی تیاری سے ہے، دوسرے وہ ارکان جو نماز کے اندر ادا ہوتے ہیں اور نماز کی بنیادی ساخت بناتے ہیں۔ تعداد کے بارے میں پھر وہی اصول سامنے رکھنا چاہیے جو اس کورس کے دیگر مقامات پر بیان ہوا ہے کہ گنتی کا فرق تقسیم کے انداز سے پیدا ہوتا ہے۔ فقہ کی مشہور درسی ترتیب کے مطابق عام طور پر نماز سے پہلے کی شرائط اور نماز کے اندر کے ارکان ملا کر فرائض کی جو فہرست پڑھائی جاتی ہے اس میں طہارت، ستر، قبلہ، وقت اور نیت شرائط میں آتے ہیں اور تکبیر تحریمہ، قیام،

قرأت، رکوع، سجود اور قعدہ اخیرہ ارکان میں شمار ہوتے ہیں۔ بعض کتابیں نیت اور تکبیر کو ایک ساتھ شمار کرتی ہیں اور بعض طہارت کو بدن، کپڑے اور جگہ تین حصوں میں کھول کر بیان کرتی ہیں، اس لیے کل تعداد گیارہ، بارہ یا اس سے مختلف صورتوں میں بیان ہو سکتی ہے۔ اصل بات تعداد کی بحث نہیں بلکہ یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی لازمی جز چھوٹ جائے تو نماز کا حکم بدل جاتا ہے۔ ذیل میں ہر فرض کو اس کی متعلقہ حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے، حدیث کا مفہوم پیش کیا گیا ہے اور جہاں ضرورت ہے وہاں فقہی فرق کو بھی امانت سے ذکر کر دیا گیا ہے۔

نماز سے پہلے کی شرائط: طہارت، ستر، قبلہ، وقت اور نیت

پہلا فرض طہارت ہے، یعنی بدن، کپڑے اور نماز کی جگہ کا پاک ہونا اور خود نمازی کا وضو یا حسب حال غسل کی حالت میں ہونا۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ اللہ کسی کی نماز طہارت کے بغیر قبول نہیں کرتا، یہ روایت صحیح مسلم میں ہے اور اسی سے طہارت کا شرط ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی لیے بے وضو نماز پڑھنا بالاتفاق درست نہیں اور جان بوجھ کر ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ دوسرا فرض ستر عورت ہے، یعنی نماز میں جسم کے وہ حصے ڈھانپنا جن کا چھپانا شرعاً لازم ہے، مرد اور عورت کے ستر کی حدود فقہی کتابوں میں تفصیل سے بیان ہیں۔ قرآن مجید میں ہر نماز کے وقت زینت یعنی مناسب لباس اختیار کرنے کا حکم آیا ہے اور احادیث میں بھی نماز کے لباس کی حدود بیان ہوئی ہیں، مثلاً عورت کے نماز کے لباس کے متعلق روایات میں چہرے اور ہاتھوں کے سوا پورے جسم کے چھپانے کا مضمون آیا ہے۔ تیسرا فرض استقبال قبلہ ہے، یعنی نماز میں کعبہ کی طرف رخ کرنا۔ قرآن میں چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیرنے کا حکم ہے اور حدیث میں اس شخص کی نماز کی اصلاح کے واقعے میں بھی قبلہ رخ ہونے کی تعلیم شامل ہے جس نے جلدی میں نماز پڑھی تھی۔ چوتھا فرض وقت ہے، یعنی ہر نماز کا اس کے مقررہ وقت میں ہونا۔ حدیث جبریل کے نام سے مشہور روایت کا مفہوم ہے کہ جبریل علیہ السلام نے دو دن نمازوں کے اوقات کی عملی تعلیم دی اور فرمایا کہ نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے، یہ روایت سنن ترمذی وغیرہ میں ہے۔ پانچواں فرض نیت ہے، یعنی دل میں یہ ارادہ کہ میں فلاں نماز اللہ کے لیے ادا کر رہا ہوں۔ اس کی بنیاد وہی مشہور حدیث ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ زبان سے نیت کہنا شرط نہیں، دل کا حاضر ارادہ اصل ہے۔



شکل2: نماز کے فرائض کی دو بڑی قسمیں۔ شرائط اور ارکان

نماز کے اندر کے ارکان اول: تکبیر تحریمہ، قیام اور قرأت

چھٹا فرض اور ارکان میں پہلا تکبیر تحریمہ ہے، یعنی نماز کی ابتدا میں اللہ اکبر کہہ کر اپنے آپ کو نماز کے باہر کے مباح کاموں سے روک لینا اور نماز میں داخل ہو جانا۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ نماز کی تحریم یعنی اس میں داخلے کی کنجی تکبیر ہے اور اس سے باہر نکلنا سلام ہے، اور ایک روایت کا مفہوم ہے کہ نماز کی کنجی طہارت ہے، اس کا تحریم تکبیر ہے اور تحلیل سلام ہے، یہ روایات سنن ابو داؤد و ترمذی وغیرہ میں آئی ہیں۔ تکبیر تحریمہ زبان سے کہنا لازم ہے، صرف دل میں ارادہ کر لینے سے نماز شروع نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ اسے بعض فقہاء نے شرائط میں اور بعض نے ارکان میں شمار کیا ہے اور اسی سے تعداد کا فرق پیدا ہوتا ہے۔ ساتواں فرض قیام ہے، یعنی فرض نماز میں کھڑے ہو کر قرأت کرنا، بشرطیکہ استطاعت ہو۔ قرآن میں اللہ کے لیے باادب کھڑے ہونے کا حکم ہے اور حدیث کا مفہوم ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر، یہ روایت صحیح بخاری میں ہے۔ اس لیے بلا عذر بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا درست نہیں، البتہ نفل نماز کے احکام میں گنجائش زیادہ ہے۔ آٹھواں فرض قرأت ہے، یعنی نماز میں قرآن پڑھنا۔ فرض کی مقدار میں فقہی اختلاف ہے، محتاط بیان یہ ہے کہ کم از کم اتنی قرأت جسے قرآن پڑھنا کہا جا سکے ہر اس رکعت میں لازم ہے جس میں قرأت مشروع ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں، یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے اور اسی سے فاتحہ کی غیر

معمولی اہمیت ثابت ہوتی ہے، اگرچہ امام کے پیچھے قرأت کے مسئلے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں اور ہر مکتب فکر اپنے دلائل رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اس مشہور حدیث میں جس میں ایک دیہاتی صحابی کو نماز سکھائی گئی، قرأت کی ہدایت اس طرح آئی کہ جو قرآن تمہیں آسانی سے آتا ہو وہ پڑھو، یہ روایت بھی صحیح بخاری و مسلم میں موجود ہے اور نماز کے ارکان سیکھنے کا سب سے بڑا ماخذ ہے۔

نماز کے اندر کے ارکان دوم: رکوع، سجود اور قعدہ اخیرہ

نواں فرض رکوع ہے، یعنی اتنا جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور رکوع میں اطمینان یعنی تعدیل ارکان بھی لازم ہے۔ نماز سکھانے والی حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ پھر رکوع کرو یہاں تک کہ تم رکوع میں مطمئن ہو جاؤ۔ یہ اطمینان اسی [illegible] سے فرض کے درجے کی تاکید پاتا ہے اور جلدی جلدی ٹھونگے مارنے جیسی نماز پر حدیث میں نماز چرانے کی سخت تعبیر بھی آئی ہے۔ دسواں فرض سجود ہے، یعنی ہر رکعت میں دو سجدے پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھ کر ادا کرنا۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے: پیشانی، اور اشارہ ناک کی طرف بھی اسی میں شامل ہے، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدم۔ یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ اسی سکھانے والی حدیث میں سجدے میں اطمینان کی بھی صراحت ہے کہ سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے میں مطمئن ہو جاؤ۔ گیارھواں فرض قعدہ اخیرہ ہے، یعنی نماز کی آخری رکعت میں تشہد کی مقدار بیٹھنا۔ نماز کے اختتام اور تشہد کی تعلیم احادیث میں تفصیل سے آئی ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشہد کی مشہور روایت منقول ہے جس میں انہیں تشہد اس طرح سکھایا گیا جیسے قرآن کی سورت سکھائی جاتی ہے۔ قعدے کی مقدار تشہد پڑھنے کے برابر بیٹھنا فقہاء کے نزدیک فرض ہے اور اس کے بعد سلام پھیر کر نماز سے باہر آیا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ تعدیل ارکان یعنی ہر رکن کو اطمینان سے ادا کرنا بعض فقہاء کے نزدیک مستقل فرض ہے اور بعض کے نزدیک واجب، اس اختلاف کے باوجود عملی سبق ایک ہی ہے کہ عجلت میں نماز کے ارکان کو بگاڑنا کسی کے نزدیک بھی پسندیدہ نہیں۔

جدول 1: نماز کے فرائض اور حدیثی بنیاد — خلاصہ

حدیثی بنیاد کا مفہوم	قسم	فرض

اللہ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا	شرط	طہارت
نماز کے لباس ورخ کی ہدایات؛ حدیث جبریل میں اوقات؛ نیتوں پر مدار کی حدیث	شرائط	ستر، قبلہ، وقت، نیت
نماز کا تحریم تکبیر اور تحلیل سلام ہے	رکن / شرط	تکبیر تحریمہ
کھڑے ہو کر پڑھو والی حدیث؛ فاتحہ کے بغیر نماز نہ ہونے کی حدیث	ارکان	قیام و قرأت
نماز سکھانے والی حدیث میں اطمینان؛ سات ہڈیوں پر سجدے کی حدیث	رکان	رکوع و سجود
تشہد کی تعلیم کی روایات؛ نماز کے اختتام کا نبوی طریقہ	رکن	قعدہ اخیرہ

فرض چھوٹنے کا حکم اور حاصل کلام

فرائض کی اہمیت سمجھنے کے لیے ان کا حکم جاننا ضروری ہے۔ فقہ کا عام اصول یہ ہے کہ اگر نماز کا کوئی فرض جان بوجھ کر یا بھول کر چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی اور اسے دوبارہ پڑھنا لازم آتا ہے، سجدہ سہو فرض کی کمی کو پورا نہیں کرتا، سجدہ سہو واجب کے چھوٹنے کے لیے ہے۔ اس کے مقابلے میں سنت چھوٹنے سے نماز ہو جاتی ہے اگرچہ اس کا کمال و ثواب کم ہو جاتا ہے۔ یہی فرق طالب علم کو بتاتا ہے کہ فرائض سیکھنا اور ان کی پابندی کرنا نماز کی درستی کی بنیاد ہے۔ یہاں اس مشہور حدیث کی طرف دوبارہ توجہ دلانا مناسب ہے جس میں ایک شخص نے مسجد میں جلدی جلدی نماز پڑھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ واپس جاؤ اور نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی، پھر اسے پوری نماز اطمینان کے ساتھ سکھائی گئی۔ یہ حدیث نماز کے ارکان کی فرضیت کا سب سے جامع ثبوت ہے کیونکہ اس میں تکبیر، قرأت، رکوع، قیام بعد الرکوع،

سجود اور ان میں اطمینان سب باقاعدہ سکھائے گئے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نماز کے فرائض شرائط وارکان پر مشتمل ایک مکمل ڈھانچہ ہیں: طہارت، ستر، قبلہ، وقت اور نیت اس کی تیاری ہیں اور تکبیر، قیام، قرأت، رکوع، سجود اور قعدہ اخیرہ اس کا جسم ہیں۔ ان میں سے ہر فرض کسی نہ کسی معتبر حدیث سے ثابت ہے۔ کسی خاص مسئلے میں قطعی فقہی فتویٰ درکار ہو تو مستند اہل علم سے رجوع کرنا چاہیے، یہ گائیڈ طالب علم کے فہم کے لیے تیار کی گئی ہے۔

سوال نمبر 4: رکوع و سجود کی اہمیت و فضیلت — تفصیلی نوٹ

سوال نمبر 4: رکوع و سجود کی اہمیت اور فضیلت پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔ (20 نمبر)

تعارف

نماز کے ارکان میں رکوع و سجود کو ایک خاص شان حاصل ہے۔ قیام میں بندہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو کر اس کا کلام پڑھتا ہے، رکوع میں وہ اس کی عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے اور سجدے میں وہ عاجزی کی انتہا کو پہنچ کر اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے جو انسان کے جسم کا سب سے بلند و معزز حصہ ہے۔ یہی دو اعمال نماز کے اندر بندگی و فروتنی کی مکمل تصویر ہیں۔ قرآن مجید میں رکوع و سجود کا ذکر نماز کی پہچان کے طور پر بار بار آیا ہے اور احادیث میں ان دونوں کی الگ الگ فضیلتیں بیان ہوئی ہیں۔ مومنوں کی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے اثرات کی نشانی ہو گی اور کفار کے سامنے سختی اور آپس میں رحم دلی کے ساتھ ان کی روز و شب کی زندگی رکوع و سجود میں گزرتی ہوئی دکھائی گئی ہے، یہ مضامین سورہ فتح کی آخری آیت میں جمع ہیں۔ سوال میں رکوع و سجود کی اہمیت و فضیلت پر تفصیلی نوٹ لکھنے کو کہا گیا ہے۔ ذیل میں پہلے رکوع کی اہمیت و طریقے اور فضیلت بیان کی گئی ہے، پھر سجدے کی اہمیت، اس کی فضیلتوں اور اس کے آداب کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے، اور آخر میں دونوں کے مشترکہ روحانی اثرات اور حاصل کلام دیا گیا ہے۔ اس نوٹ میں احادیث کے مفاہیم بیان کیے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ ہر فضیلت کسی معتبر روایت کی طرف منسوب رہے۔

رکوع کی اہمیت: عظمت الٰہی کے سامنے جھکنا

رکوع کے لغوی معنی جھکنے کے ہیں اور نماز میں اس سے مراد اتنا جھکنا ہے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، کمر اور سر ایک سیدھ میں ہوں اور اطمینان کے ساتھ کچھ دیر اسی حالت میں ٹھہرا جائے۔ قرآن میں رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کا اجتماعی حکم بھی آیا ہے اور حضرت مریم علیہا السلام کو بھی رکوع و سجود کرنے والوں کے ساتھ عبادت کی ہدایت دی گئی ہے جس سے اس عمل کی قدیم و مسلسل اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ رکوع کی سب سے بڑی اہمیت تعدیل یعنی اطمینان میں ہے۔ نماز سکھانے والی مشہور حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں مطمئن ہونے کی صراحت فرمائی اور اس کے بغیر نماز کو نماز ماننے سے انکار فرمایا، یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ ایک اور روایت کا مفہوم ہے کہ سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے، صحابہ نے پوچھا کہ نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے تو فرمایا کہ رکوع و سجود پورے نہ کرنا۔ یہ حدیث مسند احمد وغیرہ میں آئی ہے اور رکوع کی ادائیگی میں کوتاہی کی سنگینی کو خوب واضح کرتی ہے۔ رکوع میں پڑھی جانے والی تسبیح سبحان ربی العظیم اس عمل کے مقصد کو ظاہر کرتی ہے کہ بندہ جھک کر اپنے رب کی عظمت کا اعلان کرتا ہے۔ ایک روایت کا مفہوم ہے کہ رکوع میں رب کی تعظیم کرو اور سجدے میں دعا کی کوشش کرو کہ وہ قبولیت کے قریب ہے، یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔ اس لیے رکوع محض جسمانی جھکاؤ نہیں بلکہ دل کی تعظیم، زبان کی تسبیح اور عمل کے اطمینان کا مجموعہ ہے۔

رکوع کا مسنون طریقہ اور اس کے آداب

رکوع کا مسنون طریقہ احادیث میں نہایت تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھتے گویا انہیں پکڑا ہوا ہے، انگلیاں کھلی رکھتے، کمر کو اس قدر سیدھا بچھاتے کہ گویا اس پر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر جائے، سر کو نہ اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ کمر کے برابر رکھتے، اور دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے۔ یہ تفصیلات صحیح مسلم و سنن کی روایات میں ملتی ہیں۔ رکوع سے اٹھ کر قومہ میں سیدھا کھڑا ہونا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہنا بھی اسی رکن کا حصہ ہے اور احادیث میں قومے کے اطمینان کی بھی تاکید آئی ہے۔ رکوع کی تسبیح کی تعداد کے بارے میں روایات میں کم از کم تین مرتبہ کا معمول ثابت ہے، جبکہ زیادہ کی بھی گنجائش ہے خصوصاً تنہا نماز میں۔ مقتدی کے لیے امام کی متابعت اہم ہے، حدیث کا مفہوم ہے کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب

وہ سر اٹھائے تو سر اٹھاو، اس لیے نہ امام سے پہلے رکوع میں جانا درست ہے اور نہ اس قدر تاخیر کہ رکن فوت ہو جائے۔ ان آداب کو سیکھنے سے رکوع صرف صحیح نہیں ہوتا بلکہ خوب صورت اور خشوع سے بھرپور بھی ہو جاتا ہے۔ رکوع کی ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ انسان دن میں کئی بار اپنے سے بڑی ہستی کے سامنے جسمانی طور پر جھک کر اپنے اندر کی بڑائی و تکبر کو توڑتا ہے، اور یہی تربیت اسے زندگی کے معاملات میں بھی انکساری سکھاتی ہے۔

سجدے کی اہمیت: بندگی کی انتہا اور رب سے قربت

سجدہ نماز کا سب سے عظیم رکن ہے۔ سجدے کی حالت میں انسان کا سب سے اشرف عضو یعنی چہرہ اور پیشانی زمین پر ہوتی ہے اور بندہ زبان سے سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر سب سے بلند رب کی پاکی بیان کرتا ہے۔ بلندی کا یہ تضاد ہی سجدے کی روح ہے کہ بندہ پستی کی انتہا پر جا کر اللہ کی بڑائی گاتا ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، اس لیے سجدے میں دعا خوب کرو، یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ اللہ سے قرب کا سب سے بڑا لمحہ نماز کے سب سے جھکے ہوئے عمل میں رکھا گیا ہے، یہ اس بات کا اعلان ہے کہ عروج عاجزی میں ہے۔ سجدے کی فرضیت و طریقہ اس حدیث سے بھی ثابت ہے جس کا مفہوم ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا: پیشانی اور ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے کنارے، اور کپڑوں و بالوں کو سمیٹنے سے منع کیا گیا، یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان سجدے کے وقت پیچھے ہٹ جاتا ہے، چنانچہ جب ابن آدم سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے کہتا ہے کہ ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم ہوا میں نے انکار کیا میرے لیے آگ ہے، یہ مفہوم صحیح مسلم میں آیا ہے۔ اس سے سجدے کا ابلیس کے انکار والے سجدے سے تعلق بھی واضح ہو جاتا ہے کہ مومن کا سجدہ اسی اطاعت کا تسلسل ہے جس سے شیطان نے انکار کیا تھا۔

سجدے کی فضیلتیں: درجات کی بلندی اور گناہوں کی معافی

سجدوں کی کثرت پر احادیث میں عظیم بشارتیں آئی ہیں۔ ایک صحابی سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کیا اور جنت میں آپ کی رفاقت کی خواہش ظاہر کی تو جواب میں فرمایا گیا جس کا مفہوم ہے کہ کثرت سجود کے ذریعے اپنے نفس کے مقابلے میں میری مدد کرو، یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں نبی کی رفاقت جیسی بلند منزل کا راستہ بھی سجدوں کی کثرت سے ہو کر گزرتا ہے۔ ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ جو بندہ اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے اللہ اس کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے، یہ روایت بھی صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ قیامت کے دن سجدہ کرنے والوں کی پہچان ان کے اعضا وضو و سجود کی روشنی سے ہو گی اور روایات میں آتا ہے کہ آگ سجدے کے نشان کو کھانے پر حرام کر دی گئی ہے، یہ مضمون صحیح بخاری و مسلم کی روایات میں آیا ہے۔ تلاوت کے سجدے اور شکر کے سجدے کی فضیلت بھی الگ سے آئی ہے۔ نماز کے اندر کے سجدوں کے علاوہ سجدہ تلاوت بھی اسی خاندان کا عمل ہے جو قرآن سننے و پڑھنے والے کو عاجزی سکھاتا ہے۔ ان فضیلتوں کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ سجدہ صرف نماز کا ایک رکن نہیں بلکہ درجات کی بلندی، خطاؤں کی معافی، دعا کی قبولیت اور رب کی قربت کا سب سے تیز ذریعہ ہے، اسی لیے اہل اللہ نے لمبے سجدوں اور رات کی نماز میں سجدوں کی لذت کو اپنی زندگی کا سرمایہ بنایا۔

جدول 1: رکوع و سجود — اہمیت و فضیلت کا خلاصہ

پہلو	رکوع	سجود
روح و مقصد	رب کی عظمت کے سامنے جھکنا؛ تعظیم	بندگی کی انتہا؛ سب سے بلند رب کی تسبیح
حدیثی تاکید	اطمینان کے بغیر نماز ناقص؛ ناقص رکوع نماز کی چوری	رب سے قریب ترین حالت؛ دعا کی قبولیت کا موقع
اجر و فضیلت	ارکان کی تکمیل سے نماز مکمل	ہر سجدے پر درجہ بلند و خطا معاف؛ جنت میں رفاقت کا ذریعہ

سات ہڈیوں پر سجدہ؛لمبا سجدہ و کثرت دعا(تنہا نماز میں)	کمر سیدھی،ہاتھ گھٹنوں پر، تسبیح کم از کم تین بار	عملی ادب

مشترکہ روحانی اثرات اور حاصل کلام

رکوع و سجود کے مشترکہ اثرات انسانی زندگی پر گہرے مرتب ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ یہ دونوں اعمال تکبر کی جڑ کاٹتے ہیں، کیونکہ جس پیشانی پر انسان اپنی عزت کا نشان سمجھتا ہے اسی کو دن میں درجنوں بار خاک پر رکھنا انا کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ دوم یہ کہ یہ نماز میں خشوع پیدا کرتے ہیں، کیونکہ رکوع و سجود میں ٹھہراؤ آئے تو دل بھی ٹھہر جاتا ہے اور نماز محض حرکات سے نکل کر حضوری کی کیفیت بن جاتی ہے۔ سوم یہ کہ یہ دعا و مناجات کے بہترین مواقع ہیں، خصوصاً سجدہ قبولیت کی گھڑی ہے اس لیے اپنے اور دوسروں کے لیے دعا کا اہتمام وہیں ہونا چاہیے۔ البتہ جماعت کی نماز میں امام کی متابعت برقرار رکھنا لازم ہے اور لمبے سجدے نوافل و تہجد کی نماز میں کیے جا سکتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ رکوع اللہ کی عظمت کے سامنے تعظیم کا جھکاؤ اور سجدہ اس کی بلندی کے سامنے عاجزی کی انتہا ہے۔ احادیث نے رکوع کے اطمینان کو نماز کی درستی کی شرط قرار دیا اور سجدے کو رب سے قربت، درجات کی بلندی اور گناہوں کی معافی کا ذریعہ بتایا۔ جو نمازی ان دونوں ارکان کو سنت کے مطابق اطمینان، تسبیح اور خشوع کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کی نماز حدیث کی زبان میں کامل ہوتی ہے اور اس کا دل تکبر سے پاک ہو کر اللہ کی بندگی کی لذت سے آشنا ہو جاتا ہے۔ طالب علم اگر اس نوٹ کے ساتھ نماز سکھانے والی حدیث کا مطالعہ بھی کر لے تو رکوع و سجود کی پوری عملی صورت اس کے سامنے آ جائے گی۔

سوال نمبر 5: خطبے کے آداب اور بنیادی احکام — نوٹ

سوال نمبر 5: خطبہ کے آداب اور بنیادی احکام پر نوٹ لکھیں۔ (20 نمبر)

تعارف

خطبہ اسلام میں اجتماعی تعلیم و تذکیر کا اہم ذریعہ ہے۔ خطبے سے عام طور پر مراد جمعہ کا خطبہ ہے جو نماز جمعہ سے پہلے منبر پر دیا جاتا ہے، اس کے علاوہ عیدین کے خطبے، خطبہ نکاح، خطبہ حج اور دیگر مواقع کے خطبات بھی اسی جنس سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن اس سوال کا بنیادی محور جمعہ کا خطبہ ہے کیونکہ اسی کے احکام و آداب احادیث میں سب سے زیادہ تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور فقہی کتابوں میں اسی کی شرائط پر بحث کی جاتی ہے۔ خطبہ عربی خطاب سے ہے جس کے معنی سامعین کو مخاطب کر کے بات کہنا ہے، اور اصطلاح میں اس سے مراد مقررہ موقع پر شرعی آداب کے ساتھ دیا جانے والا وہ وعظ و تذکیر ہے جس میں اللہ کی حمد، درود و سلام، آیات و نصیحت اور مسلمانوں کے لیے دعا شامل ہو۔ جمعہ کا خطبہ فقہاء کی اکثریت کے نزدیک نماز جمعہ کی شرط ہے، اس کے بغیر جمعہ کی نماز درست نہیں ہوتی اور اسی لیے اسے ظہر کی چار رکعتوں کے مقابلے میں جمعہ کی دو رکعتوں کے قائم مقام بھی سمجھا جاتا ہے۔ ذیل میں اس نوٹ میں پہلے خطبے کے بنیادی احکام بیان کیے گئے ہیں یعنی اس کی شرائط، ارکان اور خطیب کے لیے لازم امور، پھر خطیب کے آداب، پھر سامعین کے آداب اور آخر میں عیدین وغیرہ کے خطبوں کا مختصر ذکر اور حاصل کلام پیش کیا گیا ہے۔

خطبے کے بنیادی احکام: شرط ہونا، دو خطبے اور ان کی شرائط

جمعہ کے خطبے کا پہلا بنیادی حکم یہ ہے کہ یہ نماز سے پہلے ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلسل عمل یہی تھا کہ پہلے خطبہ ارشاد فرماتے پھر نماز پڑھاتے۔ قرآن مجید میں جمعہ کے دن اذان ہونے پر اللہ کے ذکر کی طرف دوڑنے کا حکم آیا ہے جس میں ذکر سے مراد اہل تفسیر کے نزدیک نماز و خطبہ دونوں ہیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ خطبے دو ہوں اور ان کے درمیان ہلکا سا بیٹھا جائے۔ صحیح مسلم کی روایت کا مفہوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیتے تھے اور ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ اس لیے ایک ہی خطبے پر اکتفا کرنا مسنون طریقے کے خلاف ہے۔ تیسرا حکم خطبے کے لازمی اجزا ہیں۔ فقہی کتابوں میں خطبے کے ارکان و شرائط اس طرح بیان ہوتے ہیں کہ اس کی ابتدا اللہ کی حمد سے ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے، کم از کم ایک آیت کی تلاوت ہو، سامعین کو تقویٰ کی وصیت و نصیحت کی جائے اور مسلمانوں کے لیے دعا کی جائے۔ دوسرے خطبے میں بھی حمد و درود و دعا کا اہتمام ہو۔ خطیب کے لیے باوضو ہونا، وقت کے اندر خطبہ دینا اور اتنی آواز سے پڑھنا کہ سامعین تک بات پہنچے، یہ بھی شرائط میں شمار ہوتے ہیں۔ جمعہ کی نماز و

خطبے کے لیے شہر یا اس کے حکم میں آبادی، امام یا اس کے نائب کی موجودگی اور عام اجازت جیسی شرائط فقہی کتابوں میں تفصیل سے بیان ہیں جن کی مکمل بحث درسی کتاب میں دیکھی جائے۔ یہاں ایک اہم وضاحت یہ ہے کہ خطبے کی زبان کے مسئلے میں فقہی آراء مختلف رہی ہیں اور ہر علاقے میں اپنے اہل علم کی ہدایت کے مطابق عمل ہوتا ہے، طالب علم اسے امتحانی نوٹ میں متوازن انداز میں لکھے اور کسی فریق کے خلاف سخت رویہ اختیار نہ کرے۔

خطیب کے آداب: نبوی نمونہ

خطیب کے آداب کی سب سے مکمل تصویر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبوں سے ملتی ہے۔ صحیح مسلم میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت کا مفہوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہوتی اور جوش و کیفیت اس طرح ہوتی گویا آپ کسی لشکر سے خبردار فرما رہے ہوں، اور خطبے کی ابتدا حمد و ثنا سے فرماتے اور فرماتے کہ سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اس روایت سے خطیب کے کئی آداب معلوم ہوتے ہیں: خطبہ سنجیدگی و متانت سے ہو، بے مقصد طولانی نہ ہو بلکہ موقع و سامعین کے مناسب ہو، موضوع سامعین کی دینی ضرورت سے متعلق ہو اور انداز ایسا ہو کہ دل متاثر ہو۔ سنت یہ ہے کہ خطیب منبر پر کھڑا ہو کر خطبہ دے، سامعین کی طرف متوجہ ہو، آغاز میں سلام کرے جیسا کہ روایات میں منبر پر آنے کے آداب میں آتا ہے، اور کسی سہارے یعنی عصا یا کمان وغیرہ کا ذکر بھی بعض روایات میں ملتا ہے۔ ایک اہم ادب یہ ہے کہ خطبہ نماز سے لمبا نہ ہو۔ صحیح مسلم ہی کی روایت کا مفہوم ہے کہ نماز کا لمبا ہونا اور خطبے کا چھوٹا ہونا آدمی کی سمجھ داری کی علامت ہے، یعنی مقصدیت خطبے کی جان ہے۔ خطیب کو چاہیے کہ وہ نصیحت پہلے خود اپنی ذات پر نافذ کرنے والا ہو، موضوع کی تیاری مطالعے سے کرے، عوام کی سطح کا لحاظ رکھے، اختلاف و انتشار پیدا کرنے والے موضوعات سے بچے اور خطبے کو دعوت و تذکیر کا ذریعہ بنائے، ذاتیات و تنقید برائے تنقید کا اسٹیج نہ بنائے۔ خطبے کے دوران خطیب کا خود گفتگو یا اشارے بازی سے پرہیز بھی انہی آداب میں داخل ہے۔

سامعین کے آداب: خاموشی اور توجہ

جس طرح خطیب کے آداب ہیں اسی طرح خطبہ سننے والوں کے آداب بھی احادیث میں بڑی تاکید سے آئے ہیں، بلکہ بعض آداب تو اتنے اہم ہیں کہ ان کی خلاف ورزی جمعے کے ثواب کو ضائع کر دیتی ہے۔ مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ جب امام خطبہ دے رہا ہو اور تم نے اپنے ساتھی سے کہا خاموش رہو تو تم نے لغو کام کیا، یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ اس ایک جملے سے معلوم ہوا کہ خطبے کے دوران گفتگو کرنا یہاں تک کہ کسی کو چپ کرانے کے لیے بولنا بھی ممنوع ہے، کیونکہ خطبہ نماز ہی کی طرح توجہ مانگتا ہے۔ اسی طرح حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص خطبے کے دوران کنکریوں کو چھوتا رہا اس نے [illegible] کیا اور [illegible] نے لغو کیا اس کا جمعہ نہیں، یعنی اسے جمعے کا پورا ثواب نہیں ملتا، یہ رویہ محرومی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ سامعین کے آداب میں یہ بھی ہے کہ جمعے کے لیے جلدی آئیں، غسل و صفائی اور اچھے لباس و خوشبو کا اہتمام کریں، کیونکہ احادیث میں جمعے کے دن غسل کی تاکید اور اول وقت آنے والوں کے لیے قربانی کے برابر درجات ثواب کا ذکر آیا ہے۔ مسجد آ کر لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا منع ہے، جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا چاہیے، امام کے قریب بیٹھنا فضیلت رکھتا ہے مگر دوسروں کو تکلیف دے کر نہیں۔ خطبے کے وقت اونگھ آنے پر جگہ بدلنے کی ہدایت بھی روایت میں آئی ہے تاکہ توجہ بحال ہو۔ دو رکعت تحیۃ المسجد کا مسئلہ اس وقت جب امام خطبہ دے رہا ہو، اس میں فقہی اختلاف مشہور ہے اور ایک مشہور واقعہ صحیح مسلم میں ہے جس میں خطبے کے دوران آنے والے صحابی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھنے کا حکم فرمایا۔ طالب علم کو اس مسئلے میں اپنے مکتب فکر کی درسی رہنمائی کے مطابق لکھنا چاہیے اور اختلاف کو علمی ادب کے دائرے میں رکھنا چاہیے۔

جدول 1: خطبے کے احکام و آداب — خلاصہ

پہلو	بنیادی حکم / ادب	بنیاد کا مفہوم
خطبہ و نماز کی ترتیب	خطبہ نماز سے پہلے؛ دو خطبے درمیان وقفے کے ساتھ	نبوی عمل: دو خطبے دیتے اور بیچ میں بیٹھتے تھے
خطبے کے اجزا	حمد، درود، تلاوت آیت، وصیت تقویٰ، دعا	نبوی خطبوں کا مستقل اسلوب

لمبی نماز و چھوٹا خطبہ سمجھ داری کی علامت	منبر پر توجہ و سنجیدگی؛ مقصدی و مختصر خطبہ	خطیب کے آداب
ساتھی کو خاموش کہنے پر بھی لغو کی وعید	مکمل خاموشی و توجہ؛ گفتگو و لغو حرکت سے پرہیز	سامعین کے آداب
اول آنے والوں کے عظیم ثواب کی ر ہایت	غسل، صفائی، جلدی آنا، خوشبو و اچھا لباس	جمعے کی تیاری

دیگر خطبے اور حاصل کلام

جمعے کے علاوہ دیگر خطبوں کے احکام میں فرق بھی طالب علم کو معلوم ہونا چاہیے۔ عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے اور اس کا سننا جمعے کے خطبے کی طرح شرط نہیں، یہی وجہ ہے کہ روایات میں عید کے خطبے میں شرکت کی گنجائش و اختیار کا ذکر آتا ہے کہ جو بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ عید الفطر و عید الاضحیٰ کے خطبوں میں تکبیرات اور قربانی و صدقہ فطر کے مسائل کا بیان موقع کی مناسبت سے ہوتا ہے۔ نکاح کا خطبہ یعنی خطبہ مسنونہ حمد، آیات و درود پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ نکاح کی سنتوں میں شامل ہے، خود نکاح کا ایجاب و قبول اس کے بعد ہوتا ہے۔ حج میں عرفات کا خطبہ بھی اجتماعی تعلیم کا عظیم نمونہ ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق، جان و مال و عزت کی حرمت اور امانتوں کی ادائیگی کی جامع دستاویز کے طور پر تاریخ میں محفوظ ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خطبہ نماز جمعہ کی شرط، امت کی اجتماعی تربیت کا ذریعہ اور ہفتہ وار تذکیر کا نظام ہے۔ اس کے بنیادی احکام میں نماز سے پہلے ہونا، دو خطبے ہونا اور حمد و درود و تلاوت و وصیت و دعا پر مشتمل ہونا شامل ہیں۔ خطیب کے آداب میں تیاری، مقصدیت، سنجیدگی اور اختصار ہے اور سامعین کے آداب میں مکمل خاموشی، توجہ اور جمعے کی پہلے سے تیاری ہے۔ جب خطیب و سامع دونوں اپنے آداب پورے کریں تو خطبہ وہ اثر پیدا کرتا ہے جس کے لیے اسے مشروع کیا گیا ہے، یعنی دلوں کی بیداری اور معاشرے کی اصلاح۔ قطعی فقہی مسئلے میں رہنمائی مستند اہل علم سے لینی چاہیے۔